انوار رضا
رحمۃ اللہ علیہ
ضیاء القرآن پبلی کیشنز
اردو بازار، لاہور

نام کتاب	انوارِ رضا
صفحات	۴۷۶
سائز	$\frac{۲۰ \times ۳۰}{۸}$
طباعت	آفسٹ
مطبع	کارواں پریس، لاہور
بار اوّل	۱۵ر ذیقعد ۱۳۹۷ھ
بار دوم	اگست ۱۹۸۶ء بمطابق ذوالحجہ ۱۴۰۶ھ
قیمت	۳۰۰/- روپے
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور ۲ فون نمبر: ۲۲۱۹۵۳، ۲۲۵۰۸۵

کہ بے علم غیب عطائی ایمان متحقق ہی نہیں ہو گا مگر معترض بہادر عطائی تو تمہاری چڑ ہے تو بتاؤ تمہارا ایمان کہاں رہا۔ ثانیاً۔ آپ کا کہنا کہ اس عبارت میں جس قسم کے علم غیب کو انبیاء و اولیاء کے لیئے مانا گیا ہے اسے ہر مومن کے لیئے عام کہا گیا ہے جو کہ ایک امر واقع ہے اس کا کون انکار کرتا ہے الخ الحمد للہ حق وہ ہے جو سر پر چڑھ کر بولے اب تو آپ نے بھی علم عطائی کو تسلیم کر لیا اور انبیاء و اولیاء کے لیئے اس کے عموم کو مان لیا۔ اب ذرا یہ بتائیے کہ وہ جو آپ نے کہا تھا کہ "اس ذاتی و عطائی کے طلسم نے کیا ہی دروازے کھولے ہیں"، اس کے پیش نظر جناب کا کیا فتویٰ ہے آپ بقول خود اپنے طلسم کو تسلیم کر کے مشرک ہوئے کہ نہیں رہا یہ کہنا کہ اس کا کون انکار کرتا ہے اس کا جواب آپ ہی کے مقولہ سے ظاہر کہ اس کا انکار وہ کرتا ہے جو ذاتی و عطائی کے فرق کو نہیں مانتا عطائی کو بھی شرک کہتا ہے اور وہ آپ حضرات ہیں اور آپ کا امام الطائفہ ہے جو جگہ جگہ اپنی تقویۃ الایمان میں عطائی پر بھی حکم شرک جڑتا ہے مگر بات یہ ہے کہ دروغ گو را حافظہ نباشد پھر یہ کہ ابھی ابھی ہر مومن کے لیئے علم غیب ماننے پر آپ صدر الافاضل علیہ الرحمۃ پر اعتراض کر چکے ہیں اور اسی کو آگے چل کر امر واقع بتا چکے ہیں، چہ خوش۔ جس بات کا اقرار کیجیے اسی پر اعتراض جڑیئے۔ کیا اب بھی نہ سوجھا کہ اس کا انکار کون کرتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ آگے معترض صاحب لکھتے ہیں "اگر ایسا ہی علم غیب عالم الغیب کہہ کر ثابت کیا جاتا ہے پھر تو نزاع محض لفظی و رسمی رہ جاتا ہے" اقول۔ بالکل سفید جھوٹ اور صریح فریب ہے اولاً تم تو ذاتی و عطائی کے فرق ہی کے منکر ہو اور اسے شرک کہتے ہو پھر تمہارا علم عطائی تسلیم کرنا کیا معنی۔ ثانیاً تمہیں علم ما کان و ما یکون پر جو معلومات الٰہیہ غیر متناہیہ بالفعل کا قطعاً بعض ہے علم کلی کا دھوکہ ہے ابھی ابھی کہہ چکے کہ عالم الغیب کلی اور اس سے پہلے بھی کہہ چکے ہو اور یہی سارا طائفہ مانتا ہے اور اسی پر خدا سے مساوات کا الزام دھرتا ہے ثالثاً علم ثابت بھی کرتے ہو تو ایسا جس میں حضور علیہ السلام کی کوئی تخصیص نہیں ایسا علم تو ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو حاصل ہے جیسا کہ حفظ الایمان میں اشرف علی نے کہا اور جو شیطان و ملک الموت کے علم سے کم ہو جیسا کہ براہین قاطعہ میں لکھ مارا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ بایں ہمہ کیونکر آنکھوں میں دھول جھونکتے ہو اور کہتے ہو کہ پھر تو نزاع محض الخ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ اللہ خائنوں کے مکر کو راہ نہیں دیتا بحمد اللہ نبی کے ترجمۂ رضویہ اور مسئلہ علم غیب میں معترض کی تمام واہیات کا جواب شافی تمام ہوا۔ وللہ الحمد وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وکرم۔

آیت ووجدک ضالا فھدی کے ترجمہ پر اعتراض

معترض بہادر اب پھر لطیفہ چھوڑتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ کہتے ہیں "مولوی احمد رضا خان بریلوی سورہ والضحیٰ کی آیت وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى کا ترجمہ کرتے ہیں" "اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی" اور سورہ شعراء کی آیت ۱۹ و ۲۰ کا ترجمہ کرتے ہیں "موسیٰ نے فرمایا میں نے وہ کام کیا جب کہ مجھے راہ کی خبر نہ تھی" ضلالت کے دونوں معنی صحیح ہیں محبت کی وارفتگی اور راہ سے بے خبری ہمیں یہاں دکھانا یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے ضالًّا کا ترجمہ محبت کی وارفتگی کر کے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیئے ضالین کا ترجمہ راہ سے بے خبری کر کے دو رخی کیوں اختیار کی ہے ملاحظہ ہو مفسر قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورہ شعراء کی اسی آیت کی تفسیر یوں فرماتے ہیں آیت مع تفسیر نقل ہوتی ہے۔ (فعلتھا اذا وانا من الضالین) من الجاھلین بنعمتک علی۔ یعنی میں نے وہ کام کیا۔ جب کہ

مجھے تیرے احسان کی خبر نہ تھی اور یہی ابن عباس والضحیٰ کی آیت مذکورہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ (ووجدك يا محمد ضالاً بين قوم ضلال (فهدىٰ) فهداك بالنبوة الخ كذا في تنوير المقباس من تفسير ابن عباس یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو گمراہوں میں پایا تو نبوت سے ہدایت دی۔ معترض بہادر دیکھو یہاں بین قوم ضلال فرمایا اور وہاں یوں نہ فرمایا اور سنئے علامہ قاضی عیاض شفا میں آیت کریمہ وَوَجَدَكَ ضَالًّا میں مفسرین کرام سے متعدد وجوہ نقل فرماتے ہیں۔ ترجمہ! یعنی کہا گیا (ضالاً) کی تفسیر میں آپکو نبوت سے بے خبر پایا تو نبوت کی طرف راہ دی یہ طبری کا قول ہے اور کہا گیا کہ اللہ نے آپکو گمراہوں میں پایا تو ان کی گمراہی سے محفوظ رکھا اور امت کے ایمان اور ان کے رشد و ہدایت کی راہ دکھائی۔ یہ سدی سے اور بہت ساروں سے منقول ہوا اور کہا گیا کہ آپ اپنی شریعت سے بے خبر تھے تو اللہ نے آپکو آپکی شریعت بتائی اور ضلال یہاں بمعنی حیرت ہے اسی لیئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلوت گزیں ہوا کرتے۔ اس طریقے کی طلب میں جس پر وہ اپنے رب کی عبادت کریں یہاں تک کہ اللہ نے آپکو اسلام کی طرف ہدایت دی۔ یہ قشیری کے قول کا مفہوم ہے اور کہا گیا کہ آپ حق کو اجمالاً جانتے تھے تو اللہ نے آپکو اس کی تفصیل بتائی۔ یہ قول علی بن عیسیٰ کا ہے اور کہا گیا کہ اللہ نے آپ کے امر نبوت کو آشکارا کیا قطعی دلیلوں سے۔ اور کہا گیا کہ آپ کو مکہ میں اقامت اور مدینہ کو ہجرت کے بارے میں متردد پایا تو آپ کو مدینہ کو ہجرت کا حکم فرمایا اور کہا گیا کہ اللہ نے آپکو ہادی پایا تو آپ کے ذریعہ گمراہوں کو ہدایت دی اور حضرت جعفر صادق نے فرمایا کہ مطلب یہ ہے کہ میں نے اے محبوب! تمہیں اپنی محبت ازلی سے بے خبر پایا تو تمہارے اوپر اپنی معرفت کی منت رکھی تا کہ تم میری محبت کو جانو اور ابن عطا نے فرمایا کہ میں (اللہ) نے تجھے اپنی معرفت کا محب و طلب گار پایا تو اپنی طرف راہ دی (یہ وہ توجیہہ ہے جو امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے ترجمہ میں اختیار فرمائی) اور ضال محب کو کہتے ہیں جیسا کہ اللہ کے قول إنك لفي ضلالك القديم میں یعنی آپ یوسف کی پرانی محبت میں مبتلا ہیں اور اس بات میں برادران یوسف نے دین کی گمراہی مراد نہ لی اس لیئے کہ اگر یہ بات اللہ کے نبی کے لیئے کہتے کافر ہو جاتے اور ایسا ہی ہے ان کے (ابن عطا کے) نزدیک اللہ کے قول (ان لنراها في ضلال مبين میں یعنی ہم زلیخا کو یوسف کی کھلی محبت میں گرفتار دیکھتے ہیں اور جنید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کو اس قرآن کے بیان میں متحیر پایا جو آپ پر اترا تو آپ سے بیان فرمایا اور کہا گیا کہ آپ کو اللہ نے کنز مخفی پایا کہ آپ کی نبوت کو کوئی نہ جانتا تھا یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو ظاہر فرمایا تو نیک بختوں کو آپکی معرفت بخشی اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قول حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مشکل ہے اور مطلب یہ ہے کہ میں نے وہ کام بغیر قصد کے کیا (یعنی قبطی کو گھونسہ مار کر قتل کرنے کا قصد نہ تھا) یہ قول ہے ابن عرفہ کا اور ازہری نے فرمایا کہ معنی یہ ہے کہ میں بے خبروں میں سے تھا۔ معترض بہادر یہ دیکھیئے ضالاً میں امام علامہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے دس توجیہات نقل فرمائیں منجملہ ان کے وہ توجیہہ بھی ہے جو امام احمد رضا نے اختیار فرمائی اور سورۂ شعراء کی آیت کریمہ فعلتها اذاً وانا من الضالين میں صرف دو توجیہیں نقل فرمائیں جس سے ظاہر کردہ رائے جو آپ نے دی ہے کہ یہی توجیہہ سورۂ شعراء میں کیوں نہ کی اور دوسری کیوں اختیار کی وہ رائے کسی کی نہیں ورنہ امام قاضی عیاض جیسے کثیر الاطلاع ضرور اسے نقل فرماتے مزید اطمینان کے لیئے مدارک۔ جلالین۔ صاوی کی شہادت دیتا ہوں۔ مدارک میں فرمایا (فعلتها اذاً أي إذ ذاك (وأنا من الضالين) أي الجاهلين بأنها تبلغ القتل والضال عن الشيء هو الذاهب عن معرفته أو الناسين من قوله أن تضل احدهما فتذكر احدهما

الاجن ای قد نفی وصف الکفر عن نفسه و وضع الضالین موضع الکافرین جلالین میں فرمایا (فعلتھا اذاً) ای حینئذٍ (وأنا من الضالین) عما اتانی اللہ بعد ھا من العلم والرسالۃ ۔ صاوی میں فرمایا ای فلیس علی فیما فعلتہ فی تلک الحالۃ لوم لانتفاء التکلیف حینئذٍ او المعنی من المخطئین لا من المتعمدین ۔ یہ دیکھو مدارک پھر جلالین و صاوی ہیں اس آیت میں انہی دو وجوہ کا پتا چلتا ہے جو شفا میں ابن عرفہ اور ازہری سے نقل ہوئی۔ البتہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک وجہ اور مستفاد ہوئی اسی لیے مدارج النبوۃ تفسیر عزیزی میں منجملہ دیگر توجیہات کے وہی ابن عطاء والی توجیہ جسے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے اختیار فرمایا ہے ۔ جب ذکر فرمائی تو اس کی نظیر میں آیہ کریمہ إنک لفی ضلالک القدیم اور آیہ کریمہ انا لنراھا فی ضلال مبین انہیں دو آیتوں کا ذکر فرمایا (تفسیر عزیزی میں آیۂ اول الذکر پر اکتفا فرمایا ہے) جیسا کہ شفا میں انہیں دو آیتوں سے نظیر پیش کی بھلا سورۃ شعراء کی آیت میں یہ توجیہ منقول ہوتی تو کوئی تو اس کو نظیر میں پیش کرتا ۔ معترض صاحب اب یہی اعتراض حضرت ابن عباس حضرت جعفر صادق ابن عطاء وغیرہم ائمہ کرام پر کر بیٹھو کہ جو توجیہات مثلاً میں ان ائمہ نے فرمائیں ان میں سے اکثر شعراء کی آیت میں ان سے منقول نہیں ۔ یہاں بس وہی دو تین وجوہ منقول ہیں بلکہ شفا و مدارج النبوۃ و تفسیر عزیزی کے مصنفین پر بھی اعتراض کرو کہ انہوں نے اس توجیہ کو برقرار رکھا جس سے تمہاری مزعومہ دورخی لازم آئی ۔ آگے لکھتے ہیں تمام پیغمبروں کی محبت و عظمت فرض ہے اور اہانت کفر ہے ۔ درجوں کا فرق الگ چیز ہے مگر ایسا نہیں کہا جا سکتا کہ ایک جملہ ایک پیغمبر کے حق میں توہین ہو ۔ دوسرے کے حق میں تعریف ہو ۔ محبت و ایمان کا تقاضہ تو یہ تھا کہ دونوں جگہ یکسانیت اختیار کرتے الخ اقول ۔ آپ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ پر موسیٰ علیہ السلام کی توہین کا الزام رکھنا چاہتے ہیں اجی جناب امام احمد رضا نے جو کچھ فرمایا وہی مفسرین کرام کا ارشاد ہے ان کے فرمان کی روشنی میں اپنی بات تو لیجیے ۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم إن یقولون إلا کذبا ۔ بڑی ہے وہ بات جو ان کے منہ سے نکلتی ہے یہ نرا جھوٹ بولتے ہیں ۔ رشید و خلیل و اشرف علی و قاسم نانوتوی کی عبارتیں تو توہین نہ ہوں اور امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کا قول جو مفسرین کرام کے ارشاد کا عین مفاد ہے ۔ وہ تمہارے نزدیک توہین قرار پائے ۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی

منہ بھر کے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کو تو توہین کا الزام دے دیا مگر حسب سابق یہ نہ سوچا کہ یہ الزام کس کس کے سر گیا ۔ اور کچھ نہ سہی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے بچاؤ کی تدبیر بھی نہ سوجھی ۔

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر   اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

لیجیے ثبوت پیش ہے کہ شاہ صاحب نے بھی دورخی اختیار کی ہے ۔ تفسیر عزیزی میں سورۃ والنازعات کی تفسیر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کا تتمہ یوں بیان کرتے ہیں ۔

"و در ینجا تتمۂ قصہ محذوف است یعنی پس حضرت موسیٰ بسوئے فرعون رفتند و اوامر الٰہی رسانیدند و فرعون در جواب ایشاں اول چنیں گفت کہ آیا تو ہماں شخصی نیستی کہ در حالت بچگی ما ترا پرورش کردہ بودیم و عمر ہا در گزرانیدی و آں کار خود کردہ رفتی کہ میدانی و ناسپاس نعمتہائے ما شدی ترا ایں مرتبہ از کجا حاصل شد کہ خود را ہادی و مرشد من قرار دادہ آمدی حضرت موسیٰ علیہ السلام در جواب فرمودند آرے من ہماں کسم و کاریکہ بودم در آں وقت نادان و جاہل